ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۹ر اگست ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ - ۲/ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ — حضرت لاہوری قدس سرہٗ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ۔ (متفق علیہ)

ابی ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایک محل کی ہے۔ اس کی عمارت بہت عمدہ بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ پھر دیکھنے والے اسے آکر دیکھتے ہیں اس کی تعمیر کی عمدگی سے تعجب کرتے ہیں مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی پاتے ہیں۔ پھر میں نے اس اینٹ کی جگہ بھر دی ہے۔ میرے ذریعہ سے عمارت کی تکمیل ہو گئی ہے اور میرے آنے کے بعد رسول ختم کر دئے گئے ــــ اور ایک روایت میں ہے میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً ۔ متفق علیہ۔

جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت پر دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے سے مدد کیا گیا ہوں اور میرے لئے ساری زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی (یعنی تیمم سے) بنا دی گئی ہے۔ پس میری امت میں سے جس شخص کو نماز کا وقت آ جائے (پس جہاں چاہے) وہیں نماز پڑھ لے۔ اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں اور مجھے شفاعت عظمیٰ عامہ کا مرتبہ دیا گیا ہے اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

○

"ولی اللہ یعنی خدا کا دوست روئے زمین پر خدا تعالےٰ کی خوشبو ہوتی ہے۔ سونگھتے ہیں اس خوشبو کو سچے راستباز طالب پس یہ خوشبو ان طالبوں کے دلوں کو پہنچ جاتی ہے اور وہ اپنے اپنے مرتبوں کے تفاوت کے موافق اپنے پروردگار کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔" (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

باتیں اُن کی یاد رہیں گی — حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

دراصل دولت بُری چیز نہیں ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرضِ حسن کا مطلب پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا بھی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ (از حاشیہ شیخ الاسلامؒ)

وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا ٥ سورہ النساء ع ۶، پ ۵۔

ترجمہ: اگر اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے تو ان کا کیا نقصان تھا۔ اور اللہ کے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے۔ اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے۔

"یعنی ان کافروں کا کچھ نقصان نہ تھا۔ اگر وہ بجائے کفر کے اللہ اور دن قیامت پر ایمان لاتے اور بجائے بخل و ریا اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتے۔ بلکہ ان کا سراسر نفع تھا۔ ضرر تو اس میں ہے جس کو وہ اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا اور کس نیت سے کر رہے ہیں۔ اس کا عوض ان کو ملے گا۔"

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں کافروں کو اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کی ترغیب دینے کے بعد اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک انسان کا مالدار ہونا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ (سورہ بقرہ ع ۳۶)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ اگائے سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے۔ اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مال جمع کر سکتا ہے تاکہ جب ضرورت پیش آئے تو اسے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ٥ (الحدید ع ۲)

ترجمہ: ایسا کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے۔ پھر وہ اس کو اس کے لئے دُگنا کر دے اور اس کے لئے عمدہ بدلہ ہے۔

(حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کرو جہاد میں۔

پھر تم ہی دو حالتیں برتو گے اور یہی معنی دونے کے، مالک ہیں اور غلام ہیں بیاح نہیں۔ جو دیا سو اس کا اور جو نہ دیا سو اس کا۔

حاصل اس آیت میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اگر مال رکھنا ہی مسلمان کے لئے عیب ہوتا تو پھر ترغیب دینے کا کوئی مطلب ہی نہ تھا۔

ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی ممانعت

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۵ سورۃ النساء۔ ع ۱۔ پ ۴)

ترجمہ: بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے دوزخ میں جائیں گے۔ مال تو کوئی بری چیز نہیں ہے۔ جس طرح پہلے ثابت کیا جا چکا ہے مگر یتیموں کا مال ناحق کھانا حرام ہے۔

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۵ (سورہ مائدہ۔ ع ۶۔ پ ۶)

ترجمہ: اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ چور جو مال چوری کرکے لاتا ہے وہ مال تو حرام نہیں ہے مگر چور کا چوری کرکے لانا یہ فعل اس کا جرم ہے۔ اس جرم کی سزا ہاتھ کاٹنا تجویز کی گئی ہے۔

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۫ وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ۔ (سورہ المطففین پ ۳۰)

ترجمہ: کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

حاصل یہ ہے کہ دوسرے کے مال کو ناجائز ذریعہ سے حاصل کرنا جرم ہے۔

ممانعت کا سبب

حرام کے ذریعہ سے مال حاصل کرنے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ انسان جس قسم کی غذا کھائے اسی قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں۔ اگر غذا حلال ہے تو نیکی کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہے گا۔ اگر برائی کی طرف جانے سے طبیعت میں رکاوٹ ہوگی اور اگر غذا حرام کی ہوگی تو خیالات کا رجحان بجائے نیکی کے برائی کی طرف زیادہ ہوگا۔ چونکہ لاہور میں آج کل دینی تعلیم نہ ہونے کے باعث طبیعتوں میں اللہ تعالےٰ کا ڈر نہیں ہے۔ اور سوائے چند اللہ تعالےٰ کے نیک بندے جو ہر شعبہ میں پائے جاتے ہیں جو سرکاری عہدیداروں میں بھی ہیں، زمینداروں میں بھی ہیں۔ تجارت پیشہ لوگوں میں بھی ہیں، دستکاروں میں بھی ہیں۔ ورنہ ہر شعبہ میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو حرام خور ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں تو رشوت خوار ہیں، تجارت پیشہ ہیں تو دھوکے باز ہیں، زمیندار ہیں تو غریبوں پر

(جاری ہے) بقیہ صفحہ ۱۲ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جلد ۲۹ • شمارہ ۷
۹ ر ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ • ۱۹ راگست ۱۹۸۳ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
-/۸۰	-/۴۵	-/۲۵

فی پرچہ ۲ روپے

مولانا عبیداللہ انور نے کاسمو پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

پاکستان سنّی سٹیٹ

ایک جائز و درست مطالبہ

آج کل ملک میں بڑی گہما گہمی ہے نئے سیاسی ڈھانچہ کی آمد آمد ہے (جب یہ سطور سامنے آئیں گی تو وہ مخدوم زادہ جنم لے چکا ہوگا اللہ تعالےٰ اس نومولود کو عمر خضر عطا کرے) صدر گرامی اقتدار کے چھ سال اس حال میں پورے فرما چکے ہیں کہ انہیں اس کی خواہش تھی نہ طلب، اگر خواہش و طلب ہوتی تو خدا معلوم کیا ہوتا؟

۱۹۷۳ء کا آئین موجود ہے جسے ایک منتخب اسمبلی نے اتفاق رائے سے بنایا تھا۔ اس کی متفقہ شکل کے ذریعہ ملک کی زمام کار آسانی اور خوبصورتی سے چل سکتی ہے۔ لیکن نئے سیاسی ڈھانچہ کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ شاید کہ اس طرح موجودہ حکومت اپنے وجود کا احساس دلانا چاہتی ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ
ع: ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت۔

اس کے لئے نامزد شوریٰ کی کمیٹی بنائی گئی۔ وزارتی ذمہ داریوں پر فائز حضرات میں سے کچھ کے یہ کام سپرد کیا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو پابند کیا گیا اور پھر آخر میں "بزرگ رہنما" انصاری صاحب کی قیادت میں دستور کمیشن بنا۔ مرحلے طے ہو چکے۔ اب اعلان کا قضیہ ہے (اور جیسا کہ عرض کیا گیا ان سطور کے سامنے آنے سے قبل وہ بھی ہو چکا ہوگا)، شنید ہے کہ بعض لوگوں نے انفرادی دائرہ میں بھی اس ضمن میں سرکار کا ہاتھ بٹانا چاہا —— بروہی صاحب کا نام بہت سامنے آیا —— ہمیں معلوم نہیں انہوں نے کیا ارشاد فرمایا تاہم ایک انفرادی کوشش ہمارے سامنے آئی تو روزنامہ وفاق لاہور کے حوالے، جس

کی یکم اگست ۸۲ء کی اشاعت میں صٓ۳ پر ایک آرٹیکل چھپا۔ لکھنے والے میاں عبدالرشید ہیں۔ نوائے وقت جیسے محب وطن کے اجارہ دار اخبار کے کالم نگار (نور بصیرت) ان کے کالم کا بہت چرچا ہے گو کہ وہ کبھی کبھار اِدھراُدھر کی بھی مار دیتے ہیں اور اسی لئے ہمیں ان سے لمبی چوڑی مناسبت بھی نہیں ——— وفاق میں ان کا آرٹیکل چھپا۔ اس اخبار میں نہیں جس کو وہ برابر اپنا خون جگر دے رہے ہیں ——— شاید اس لئے کہ ہر دور میں اس اخبار کی مخصوص پالیسیاں اس آرٹیکل کی متحمل نہ ہوتیں ——— خیر میاں صاحب سے لمبی چوڑی دلچسپی نہ ہونے کے باوصف ہم نے یہ آرٹیکل توجہ سے پڑھا ——— ہمارے دل میں گھر کر گیا۔ بات درست اور صحیح کہی گئی اس لئے ہم تائید کرنے پر مجبور ہوگئے ——— ہم افراد و شخصیات کو دیکھنے کے عادی نہیں ہم تو افکار کو تولتے ہیں اور یہی ارشاد رسالت ہے کہ

"یہ نہ دیکھو کس نے کہا
یہ دیکھو کہ کیا کہا؟"

ہم نے مزید جستجو کے بعد یہ بھی اندازہ لگا لیا کہ یہ محض میاں صاحب کا قصہ نہیں بلکہ لاہور کے بہت سے ارباب دانش و بینش اور جذبۂ حُبِ وطن سے سرشار مخلص لوگوں کی اجتماعی سوچ کا مظہر ہے جو دیانت و خلوص سے اس ملک کی بہتری چاہتے اور اس قوم کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں ——— اس آرٹیکل میں کہا گیا اور سو فیصد درست کہ نئے ڈھانچہ میں یہ چیزیں بنیاد ہوں۔

"ملّت کا استحکام واتحاد"
قرآن وسنّت کو سامنے رکھ کر
جدید مسائل کا حل، جہاد
اور سودی قرضوں سے نجات،

چاروں باتیں اہم اور ضروری ہیں۔ تفصیل کا موقعہ نہیں لیکن اتنی بات واضح ہے کہ قرآن وسنّت سے انحراف کسی طرح ممکن نہیں پھر اسلام نہیں ہوگا۔ زندیقی ہوگی۔ استحکام و اتحاد ملت کی ضرورت واضح ہے۔ جہاد امّت کی زندگی کا مظہر ہے اور غیر سودی قرضوں سے نجات اس کی آزادی کا ضامن ہے۔ ملّت کے استحکام و اتحاد کے ضمن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ شیعہ برادری مستقلاً افتراق کی راہ پر گامزن ہے جس کا ایک مظاہرہ بھٹو دَور میں شیعہ نصاب دینیات کی علیحدگی کی شکل میں ہوا تو دوسرا اب زکوٰۃ وعشر کا انکار کرکے اور حدود سے اپنے آپ کو آزاد کرکے، نصاب دینیات کے معاملہ میں شیعہ حضرات کا یہ حال ہے کہ ان کے رہنما سید ہادی علی شاہ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ مشترکہ ہو تو شیعہ انہی کے پیچھے پڑگئے۔ کوئی سُنّی ایسی بات کہے تو کیا ہو؟ زکوٰۃ وعشر کا قضیہ سامنے ہے۔ اس عنوان کو حکومت نے اپنی دینداری کا عنوان قرار دے کر ملک میں ارتداد کا دروازہ کھول دیا ہے اور زکوٰۃ وعشر کی رقم کا وہ حشر ہوا کہ الامان ——— ایسی ہی بات ہے کہ گوشت کھلا رکھ دیا جائے اور گدھیں اور چیلیں اس کی نگہبان ہوں۔

ہادی علی شاہ نے مشترکہ نصاب کی بات کی تو شیعہ برادری نے کہا کہ "غلط، ہمارے اختلاف تو بنیادی ہیں اور الگ نصاب عدل کا تقاضہ نیز سالمیت پاکستان کا ضامن ہے (بشیر انصاری کا خط بنام مسٹر بروہی) اور زکوٰۃ و عشر کے معاملہ میں مفتی جعفر حسین کا تفصیلی انٹرویو انہی صفحات میں زیر بحث آچکا جو انہوں نے جنگ کو دیا۔ اور واضح کیا کہ ہم زکوٰۃ عشر نہیں دیں گے۔ باقی معاملات میں بھی انہوں نے کہا۔ کہ اختلاف اصولی ہیں ——— اور اسلام آباد کا مظاہرہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کے ضمن میں اب تک ہمارے ذہنوں میں ہے۔ حالانکہ

ایک اقلیت کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے اس کا پرسنل لاء محفوظ ہے اس پہ وہ شوق سے عمل کرے لیکن پبلک لاء تو اکثریت کا ہوگا ——— تاہم جیسا کہ ہم نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ ایرانی خمینی انقلاب کے بعد شیعہ حضرات کو نئے بال و پَر لگ گئے ہیں اور دنیا کے پریس میں ایران اسرائیل گٹھ جوڑ کی خبریں شائع ہونے کے باوصف ایران کو دعویٰ ہے کہ ساری دنیا میں ہم نظام عدل قائم کرکے رہیں گے اور زیادہ ان کی توجہ سعودی عرب اور پاکستان پر ہے۔ چونکہ پاکستان میں ہر دَور میں جو حکمران رہے وہ اسلامی اور سنّی غیرت سے بالعموم محروم تھے اس لئے شیعہ اقلیت یہاں پروان چڑھتی رہی۔ اب خمینی صاحب نے انہیں یہ حوصلہ دے دیا ——— لیکن حکومت کو احساس کرنا چاہیئے کہ اس طرح بات نہ بنے گی اور اس نے اس نام نہاد اقلیت کو لگام نہ دی تو پھر یہاں سنّی سٹیٹ کا مطالبہ قومی مطالبہ بن کر ابھرے گا اور اسے دبانا مشکل ہوگا۔

حکومت آخر کیوں نہیں محسوس کرتی کہ خمینی صاحب کا ایران اپنے تمام انقلابی دعووں کے باوجود ایک شیعہ سٹیٹ ہے وہاں شیعہ پبلک لاء نافذ ہے۔ تہران جیسے بین الاقوامی شہر میں لاکھوں سنیوں کے لئے ایک بھی مسجد نہیں تو یہاں گلی گلی امام باڑے اور ماتمی جلوس آخر کیوں ہیں؟ یہاں سنّی اکثریت کے حقوق پامال کرکے مرزائیوں کے ساتھ ساتھ شیعہ حضرات کو ہر معاملہ میں کیوں نوازا جاتا ہے ——— ایران میں شیعہ آبادی وہاں کے اخبارات اور سرکاری ذرائع کے بقول ۶۵ فیصد ہے تو وہ شیعہ سٹیٹ بن جاتی ہے یہاں سنّی آبادی ۹۶ فیصد سے زائد ہے تو یہ سُنّی سٹیٹ کیوں نہیں بن سکتی؟

انگلستان جیسے جمہوری ملک سمیت ارجنٹائن، برما، ڈنمارک، آئرلینڈ، ناروے، سویڈن، اسپین، پرتگال، یونان، پیراگوئے وغیرہ میں وہاں کی اکثریت کے مطابق کیتھولک، پروٹسٹ اور بدھ مت سرکاری مذہب ہیں۔ وہاں کے بادشاہ، ایوان امرار کے نمائندے، فوجوں کے ہیڈ، حتّٰی کہ بعض جگہ اساتذہ وغیرہ کے لئے اسی مذہب کی قید ہے تو پاکستان میں سنّی اس قدر مظلوم کیوں؟ ——— سنّیوں نے ہر دَور میں رواداری اور شرافت کا مظاہرہ کیا۔ علیحدگی اور تفریق کے راستہ پر شیعہ چلے ہیں، مسلسل چل رہے ہیں اور چل کے بہت کچھ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو یہاں کی ۹۶ فیصد آبادی کو یہ حق ہے کہ وہ یہ مطالبہ کرے:

- کہ اس مملکت کو سُنّی سٹیٹ قرار دیا جائے۔
- یہاں کا پبلک لاء سنّی فقہ پہ مشتمل ہو۔
- یہاں کے قومی اداروں میں سنّی نصاب پڑھایا جائے۔
- کلیدی آسامیاں سنیوں پر مشتمل ہوں ——— اور کسی غیر سنی کو اس کا موقعہ نہ ملے۔

تاہم

ہر اقلیت کے پرسنل لاء کا تحفظ اور ما بقی حقوق کی نگہداشت ہمارا دینی و قومی فرض ہے۔ جس سے ہم کسی شکل صرفِ نظر نہیں کر سکتے ——— امید کہ "نیک دل، نیک فطرت، دیندار اور متدین" صدر اور ان کے رفقاء سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لے کر مستقبل کو سنوارنے کی فکر کریں گے ورنہ جنہوں نے اللہ کے کلام میں تحریف مان لی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے رفقاء پر طعنہ زنی سے گریز نہیں کیا وہ موقعہ ملنے پر وہی رول ادا کریں گے جو ان کی تاریخی روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ حکومت، سنی برادری اور جملہ اقلیتوں کو اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق دے اور وطن عزیز کی حفاظت فرمائے آمین بحرمتہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

اولیاءِ کرام کو جو مِلا محنت و ریاضت کے صِلہ میں مِلا

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

بزرگانِ محترم، معزز خواتین! سورۂ یونس کی آیت میں اللہ رب العزت نے خبردار کیا ہے کہ دیکھو جو ہمارے دوست ہوتے ہیں انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت ساری کائنات کے خالق ہیں اور رازق بھی۔ دنیا کا نفع نقصان بھی انہی کے قبضہ میں ہے۔ ساری دنیا ان کی محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں زبردست قوت و قدرت کے وہ مالک ہیں۔ ساری دنیا کو آن واحد میں ختم کر سکتے اور آن واحد میں از سرِ نو کھڑا کر سکتے ہیں۔ تو اس قسم کی زبردست ذات سے جس کی یاری اور تعلق ہو گا اس کا کیا کہنا! یہاں کسی کی تھانیدار سے یاری ہوتی ہے تو وہ اکڑ کر چلتا ہے۔ جن کی رب سے یاری و تعلق ہو گیا وہ تواضع اور کسرِ نفسی کا بھرپور اظہار تو کیا کریں گے کہ یہی بات اللہ کو پسند ہے لیکن ان کا دل بڑا مضبوط اور قوی ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ خوف اور غم سے محفوظ رہتے ہیں۔ خوف و غم کے اسباب ہی ان کے قریب نہیں آتے کیونکہ ان کا دل یادِ الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے ادھر سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ کسی اور طرف دیکھیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ اللہ کا دوست اور ولی وہ ہوتا ہے جو صاحب ایمان و تقویٰ ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت سے متصل ہے جس کا ترجمہ ہے :۔

" وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کی زندگی اختیار کی "۔

جو لوگ یہ مدارج طے کرتے اور اس بڑے مرتبہ پر پہنچتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ انہیں ابتدا میں بڑی کٹھن وادیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ جو ہماری ابتدا کو دیکھے وہ کامیاب جو انتہا کو دیکھے وہ ناکام۔ یعنی ابتدا کی محنت و ریاضت کو دیکھ کر جو شخص اسی طرح کوشش کرے گا اسے تو کچھ مل جاتے گا لیکن جو آخری دور پر نظر کرے گا اس کے پلے کچھ نہیں پڑے گا۔ کیونکہ آخر میں جو لوگوں کا رجوع ہوتا ہے یا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں وہ ابتدائی دور کی محنتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔ کہ :

" جو ہمارے راستہ میں جدو جہد کریں گے، ہم ان پر حقیقت کی راہ کھول دیں گے "۔ (مفہوم)

آپ اپنے حضرت قدس سرہٗ کو دیکھیں۔ سندھ کے علاقہ میں ایک عرصہ رہے۔ جنگلی پھل کھا کر گذارہ فرماتے اور یہاں لاہور میں ابتدا میں بڑی عسرت میں وقت گذرا لیکن پھر وہ وقت آیا کہ دنیا ان کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے چلتی تھی۔

بڑا مشہور قصہ ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و مجاز طریقت حضرت شاہ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ تھے۔ حضرت گنگوہی کے پوتے شاہ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ دادا کے مجاز طریقت حضرت بلخی سے استفادہ باطنی کی غرض سے آگئے ـــــ اللہ اللہ! یہ نہیں سوچا کہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا پوتا ہوں۔ صاحبزادگی و مشیخیت میرے گھر کی ہے، وہاں کیوں جاؤں؟ نہیں احساس تھا۔ گئے۔ انہوں نے پہلے تو صاحبزادہ سمجھ کر بڑی خاطر مدارت کی۔ لیکن جب انہوں نے اصلاح قلب و باطن کی درخواست کی تو طویلہ میں موجود شکاری کتوں کے دانہ راتب کی خدمت پر لگا دیا۔ اور جَو کی دو روٹیاں وقت پر دینے کا ایک خادم کو کہہ دیا۔ پھر اس صاحبزادے نے جس عقیدت و اخلاص سے خدمت کی اس کا بھی کیا ٹھکانہ۔ ایسی اصلاح ہوئی کہ گندگی کا ٹوکرا بطور امتحان اوپر ڈال دیا گیا تو اس صاحبزادے نے پرواہ تک نہ کی۔ الٹا بھنگن سے کہنے لگے۔ تمہیں چوٹ تو نہیں لگی، لاؤ ٹوکرا میں اسے بھر دوں ـــــ بالآخر اس قسم کے کڑے امتحانات کے بعد شیخ نے اپنے مخدوم زادہ کو گلے لگا کر فرمایا۔

" جو نعمت میں ہندوستان سے لایا تھا وہ تم واپس لے جا رہے ہو اللہ تعالیٰ مبارک کرے "۔

یہ جتنے بڑے لوگ بنے، اسی قسم کی ریاضتوں سے بنے۔ نتیجہ یہ تھا کہ خانقاہیں آباد تھیں۔ اب ہر جاہل اور ہر مخدوم زادہ اپنے کو وراثتاً اس گدی کا مالک سمجھتا ہے اس لئے بربادی ہی بربادی ہے ـــــ آپ خوش قسمت ہیں کہ یہ محنت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اپنے نام کی لذت و شوق نصیب فرما دیں تو زہے قسمت؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بقیہ : ایک تبلیغی سفر

ملک کے شہری ہیں۔ ان شہروں کی آبادیوں میں اضافہ ہو۔ یہاں صنعتی پلانٹ لگیں، پانی کی فراہمی کا وسیع نظام ہو تو یہاں کی زمینیں بڑی قیمتی ہیں اس کے ساتھ ہی ان علاقوں میں تعلیمی پسماندگی دُور کرنے کا انتظام کیا جائے اور اس علاقہ سمیت پورے ملک کو وڈیروں کے چنگل سے نجات دلانے کی سبیل کی جائے۔

قومی اخبارات کا فرض ہے کہ وہ ان علاقوں کا مفصل سروے کرائیں وہاں کے لوگوں سے مل کر ان کے مسائل سے آگاہی حاصل کریں اور ان کے حل کی تدبیروں سے حکومت کو آگاہ کر کے زور ڈالیں کہ وہ انہیں حل کرے۔

اہل دین کے قافلوں کا فرض ہے کہ وہ شہروں کی پُر آسائش زندگی کے ساتھ ساتھ ان پسماندہ علاقوں میں بھی تبلیغی مشن بھیجا کریں تاکہ ان علاقوں کے لوگ کسی غلط احساس کا شکار ہو کر آپ کے لئے عذاب الٰہی کا سبب نہ بن جائیں۔

یہ چند بے ربط سطور اس سفر کے حوالہ سے سپردِ قلم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے ـــــ

بقیہ : اس رزق سے ۔۔۔۔

مچلا گیا لیکن لوگوں میں سے کسی نے پوچھا کہ صرف دو درم کے لئے آپ نے اللہ کی قسم کھالی؟ محمد بن سیرین نے فرمایا کہ ہاں؟ میرے عزیز! اس کا جھوٹا دعویٰ میں مان لیتا تو اسے دو درم مل جاتے۔ یہ کتنی ہی حقیر رقم ہے اس کے لئے حرام کی کمائی

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

قرآن کی اخلاقی تعلیمات

اخلاقی بحران سے نجات اسی تعلیم پر عمل میں ممکن ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—
وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔
(سورہ نون آیت ۴) صدق اللہ العلی العظیم۔

بزرگان محترم، برادران عزیز!
سورہ نون یا القلم کی چوتھی آیت جو بڑی مختصر ہے۔ آپ نے ملاحظہ کی۔ رسول کریم محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دشمنان اسلام طرح طرح سے پریشان کرتے۔ ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ کو مجنون اور دیوانہ جیسے غلط القابات سے یاد کیا جاتا۔ اور لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کے لئے اس قسم کی باتیں کی جاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-
"قسم ہے (قلم کی) اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کے لکھنے کی (جو کہ کاتب الاعمال ہیں) کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں (جیسا کہ منکرین نبوت کہتے ہیں) اور بے شک آپ کے لئے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر ہے، جو (کبھی) ختم ہونے والا نہیں اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔"

اس مختصر آیت کا ترجمہ ہے:-
"اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں"
ہم نے مضمون کی وضاحت کے لئے ابتدائی آیات کا ترجمہ بھی شامل کر دیا۔ لیکن اس وقت محض اسی آیت کے ضمن میں مختصر بات کرنی مقصود ہے۔

نبوّت اور اخلاقِ حسنہ

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔ اور یہ بات عقلی طور پر بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کا نبی اللہ کی مخلوق کے لئے نمائندہ اور اسوہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر اعتبار سے اللہ رب العزت اسے کامل و مکمل بناتے ہیں — زندگی کے ہر شعبہ میں وہ باکمال ہوتا ہے۔ یہی حال باب اخلاق کا ہے اس میں بھی وہ حدِ کمال کو پہنچا ہوتا ہے حضور نبی مکرم علیہ السلام اس بات میں جس شان کے مالک تھے وہ تو قرآن کی گواہی سے آپ نے سن لیا خود آپ کا یہ حال تھا کہ اس نعمت کے لئے آپ اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے:
اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ۔
"اے میرے خالق! تُو نے جسمانی ساخت کے اعتبار سے مجھے ہر طرح متوازن بنایا۔ اسی طرح حسن اخلاق کی دولت سرمدی میں بھی مجھے باکمال بنا دے اور اس نعمت کا کبھی زوال نہ ہو)

دشمن کا اعتراف

چنانچہ اللہ رب العزت نے باقاعدہ اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ کو ان خوبیوں اور کمالات سے متصف فرمایا تھا جو اخلاقی دائرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ پورا مکہ آپ کی صداقت و امانت اور اپنوں اور بیگانوں سے حسن سلوک کا معترف تھا اور یہ اعتراف ایسا تھا کہ دعوتِ اسلام کے بعد بھی اس میں فرق نہ آیا۔ گو لوگوں نے دشمنی و عداوت کا بھرپور مظاہرہ کیا لیکن آپ کے عظمت کردار پر کسی کو انگشت نمائی کی جرأت نہ ہوتی اور لوگ ہزار مخالفتوں کے باوجود آپ کے حسن اخلاق کے معترف رہے — لیکن معاملہ اسی پر بس نہیں ہو جاتا، بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ پتھر پارس بن جاتے اور جو دامن اقدس سے وابستہ ہوتا وہ اس رنگ میں ڈھل جاتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی کی اصل ڈیوٹی انسانیت کی تعمیر اور آدمیت کا قصرِ رفیع کھڑا کرنا ہوتا ہے — گوشت پوست کا وہ ڈھانچہ جسے انسان و آدمی سمجھ لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان نما جانور ہے انسان نہیں، وہ بھیڑیا، بچھو، کتا اور خنزیر کا کردار ادا کرتا ہے، اپنے ابنار جنس کو نقصان اور تکلیف پہنچاتا ہے باوجودیکہ انسانی جامہ میں ہوتا ہے — اللہ کے نبی اس ڈھانچہ کے اندر موجود قلب و روح کی ایسی صفائی کرتے اور اللہ کے حکم سے اسے ایسی جلا بخشتے ہیں کہ وہ مٹی کا چکنا گھڑا ہیبت و غیرت دینی کا پہاڑ بن جاتا ہے۔

اخلاقی تعلیم کا نمونہ

وقت نہیں کہ حضور علیہ السلام کی حسن تربیت کے نمونے پیش کئے جائیں اور بتایا جائے کہ آپ کے تزکیہ و تربیت کے نتیجہ میں انسانی عظمت کے حامل کیسے کیسے گوہر آبدار تیار ہوئے۔ اس لئے فی الوقت محض اس کتاب ہدیٰ کے وسیع صحیفہ کاملہ سے اخلاقی تعلیم کے چند نمونے پیش کئے جائیں گے تاکہ لوگوں کو احساس ہو سکے کہ اس کے اپنانے اور اس کو عمل میں لانے سے ہی پچھلے لوگ بڑے بنے اور آج ہم اسی کو چھوڑ کر راندۂ درگاہ ہیں۔

اس ضمن میں پہلے سچائی کا نمبر ہے کہ دنیا کا ہر چھوٹا بڑا انفرادی اور اجتماعی دائرہ میں اس کا اعتراف کرتا اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۹ میں ہے۔
"اے ایمان والو! اللہ کا خوف رکھو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"
خود حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"سچائی باعثِ نجات اور جھوٹ ہلاکت کا ذریعہ ہے۔"

اخلاقیات میں صبر کا بڑا اہم مقام ہے۔ یعنی ہر آدمی چاہتا ہے کہ ایسا ہو اور ایسا نہ ہو اس کی خواہش کے علی الرغم ہو جائے تو پریشان ہوتا ہے۔ اس پریشانی سے اپنے آپ کو بچا کر مشیت الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے، اس کا نام صبر ہے قرآن تلقین کرتا ہے:-
"مومنو! نہ صرف صبر کرو بلکہ اس میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو۔ (آل عمران ۲۰۰)

عفو و درگذر کو عام لوگ اپنی شکست سمجھتے ہیں اور بدلہ لینا ہی ضروری خیال کرتے ہیں۔ لیکن ربِّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اے رسول! درگذر کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اچھی باتوں کی تلقین ہو، اور جاہلوں سے اعراض۔"

(الاعراف ۱۹۹)

ایثار نام ہے دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا ـــــ یہ کام بلند حوصلہ لوگ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتے ہیں:۔

"اور ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو اور جو شخص تنگ دلی سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔" (حشر: ۹)

وعدہ خلافی کتنی بری بیماری ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں کوئی کتنا بڑا وعدہ خلاف ہو پسند وہ بھی نہیں کرتا بلکہ اس کی مذمت ہی کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جو روگ دوسرے پیدا ہوتے ہیں وہ اور بھی وبالِ جان بن جاتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ توجہ دلاتے ہیں:

"نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے منافقت کا روگ ہو گیا جو اللہ کے حضور پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور جھوٹ بولتے رہے۔" (توبہ: ۷۷)

المتکبر اللہ تعالیٰ کی صفت اور اسے زیبا ہے آدمی جو کمزور اور ناپائیدار ہے اسے یہ چیز زیب نہیں دیتی پھر اس سے ہوتا بھی کچھ نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے عجیب اسلوب میں اس سے روکا۔ ارشاد ہے:۔

"زمین پر اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو!"

بخل خدا کی لعنت و پھٹکار ہے آدمی کماتا اور اس سے محروم رہتا ہے کھانا پہنتا کچھ نصیب نہیں ہوتا اور پھر اچانک کوئی حادثہ یا بیماری اس کے زوال کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے ـــــ ربِّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنی صراحت سے فرماتے ہیں:۔

"جس نے مال اکٹھا کیا اور اسے بار بار گنتا رہا وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کا مال اسے زندہ جاوید کر دے گا ایسا ہرگز نہیں۔"

(الھمزۃ)

اسی سورۃ میں عیب جوئی سے روکا اور فرمایا اس کا انجام ہلاکت ہے۔ اور سورہ حجرات میں غیبت سے اس طرح روکا کہ اسے مردہ بھائی کا گوشت نوچنے سے تعبیر فرمایا۔

عزیزانِ گرامی! قرآن جو ذریعہ ہدایت و نجات اور ذریعہ سعادتِ دارین ہے اس کی تعلیم کا ہر پہلو اپنے اندر آسمانوں کی سی وسعت اور پہاڑوں کی سی بلندی رکھتا ہے۔ صدیوں سے لوگ اس پر لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ لیکن سب تفاسیر اور متعلقہ چیزوں کو سامنے رکھ کر نفسِ قرآن پر غور کرنے کی ضرورت ہے ـــــ دامن دل می کشد والی بات ہو گی اور قرآن دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جائے گا۔ اس کی اخلاقی تعلیم کے وسیع و عریض باب میں سے محض چند اشارات آسان ترجمہ کی شکل میں جو پیش کئے اصلاحِ نفس و قوم کے لئے اتنے بھی کافی ہیں اور قوم کے عوام و خواص اگر عمل پر آمادہ ہو جائیں تو موجودہ اخلاقی بحران سے نجات بڑی آسانی سے ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقدس تعلیم پر عمل کی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شاہ بلیغ الدّین

اُس رِزق سے موت اچھّی

بہت سارے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی وہاں پہنچا اور اس نے صدرِ محفل سے کہا کہ میرا قرض واپس کرو! صدرِ محفل ابن سیرینؒ تھے بہت سے صحابۂ کرام کو انہوں نے دیکھا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث کا درس لیا حضرت حسن بصریؒ کے ساتھ ان کا رات دن کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ تفسیر، حدیث، فقہ کے ساتھ ساتھ خواب کی تعبیر دینے میں بھی بڑے ماہر تھے۔ ان کی ایک کتاب تعبیر الرؤیا بہت مشہور ہے۔ حضرت قاسم بن محمد اور حضرت رجاء بن حیوۃ جیسے بڑے بڑے عالموں کے ساتھ ان کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ تینوں ایک ہی زمانے کے بزرگ ہیں۔ حضرت قاسم بن محمد حجاز میں تھے رجاء بن حیوۃ شام میں اور محمد بن سیرین عراق میں۔

ابن سیرین تجارت کرتے تھے مگر کیسی تجارت، جس میں بے ایمانی اور بد دیانتی کا ذرا شائبہ نہ تھا۔ بڑی احتیاط سے تجارت کرتے تھے۔ فکر نفع کمانے کی نہیں ہوتی تھی بلکہ رزقِ حلال کی ہوتی تھی۔ دھوکا دھڑی سے خراب مال بیچنا، زیادہ منافع لینا یا خریدار کو دھوکے میں رکھنا، چکنی چپڑی باتوں سے عیب دار مال بیچنا گناہ سمجھتے تھے۔ لوگوں سے کہتے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے روزی ہمارے لئے لکھ دی ہے۔ حرام اور ناجائز طریقوں سے اسے کیوں کماتے ہو۔ جو ملنا ہے وہ تو مل کے رہے گا۔ اسے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقوں سے کماؤ! تجارت تو سنتِ نبویؐ ہے۔ عبادت میں ہیرا پھیری کیسی؟ نہ جانے کیوں یہ بات لوگوں کے ذہن میں بیٹھی ہوئی ہے کہ تجارت بے ایمانی کا نام ہے۔ نفع کمانا ہے اور جیب اڑانا ہے تو پھر ہر چوری اور ہر بدمعاشی تجارت میں روا ہے۔ یہ اصل میں یہودیوں، بنیوں اور کافروں کا طریقہ ہے۔ جس کے دل میں ایمان کا گذر نہیں اس کی تجارت ہیرا پھیری اور چوری کی ہو گی۔ اس لئے سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ ایک دوسرے کو لوٹو نہیں! حرام کی کمائی تمہیں دین و دنیا کہیں کا نہ رکھے گی۔ حرام کی کمائی کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہے جو روپے پیسے کی شکل میں ملتا ہے۔

تہذیب الاسماء میں ہے کہ وہ شخص جس نے محمد بن سیرین سے کہا کہ اس کا قرض واپس کیا جائے اس کے تقاضے کے جواب میں ابن سیرین نے کہا کہ میں نے نہ کبھی تجھے دیکھا نہ کبھی تجھ سے کچھ لیا۔ وہ شخص سرہو گیا... بولا ـــ نہیں تم پر میرے دو درم باقی ہیں! تم کو یہ درم دینے ہوں گے۔ محمد بن سیرین نے انکار کیا۔ لوگوں نے جو موجود تھے اس شخص سے بہتیرا پوچھا کہ ـــ یہ قرض کہاں لیا تھا؟ کب دیا تھا؟ کس معاملے میں تیرا ان کا لینا دینا تھا؟ اس کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ سچ بات ہوتی تو کچھ بتاتا بھی۔ بس اس بات پر اڑا رہا کہ میں تو لے کے ٹلوں گا۔ بات صرف دو درم کی تھی۔ یوں سمجھ لیجئے کہ آج کے حساب سے صرف دو روپے کی! ابن سیرین بہت بڑے آدمی تھے، صاحب علم تھے۔ عابد و زاہد تھے۔ ان کے طالب علموں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ دُور دُور تک ان کی سخاوت کی شہرت تھی۔ پھر تجارت کی وجہ سے وہ بڑے کھاتے پیتے آدمی بھی تھے۔ اس لئے دو درم کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ دو درم وہ اسے دے دیتے اور اپنا پیچھا چھڑا لیتے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس شخص نے کہا ـــ اچھا تم قسم کھاؤ! محمد بن سیرین نے قسم کھا لی کہ وہ اس کے دو درم باقی نہیں! وہ شخص یہ سُن کر خاموشی سے

(باقی ۹ پر)



ایک تبلیغی سفر اور چند قومی مسائل

حکومت، قومی اخبارات اور علماء دینی ذمہ داریاں پوری کریں

ہمارا آبائی شہر بھیرہ دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے دریا پار کریں تو اُس طرف ضلع جہلم کی تحصیل پنڈدادنخان واقع ہے اس تحصیل کے متعدد قصبات اور دیہاتوں میں احقر کے عزیز رشتہ دار، دوست احباب وغیرہ کا خاصا بڑا حلقہ ہے لیکن مصروفیات کے سبب بہت کم آنا جانا ہوتا ہے۔ اس مرتبہ عیدالفطر کے بعد کے متصل جمعہ کو بڑی مشکل سے ہمت کرکے بعض احباب کی خواہش پر اُدھر جانا ہوا۔ جمعہ اور ہفتہ کے دو دن اسی علاقہ میں گذرے —— للہ شہر جو اکابرین احرار کی قدیم چھاؤنی تھی اس میں جمعہ کی نماز پڑھانے اور اس سے قبل خطاب کا پیشگی پروگرام تھا، جس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے دین کی کچھ باتیں کہلوا دیں۔ رات کو للہ سے متصل تین میل کے فاصلہ پر کنڈل نامی گاؤں جانا ہوا جہاں ہمارے دادا جی مرحوم کے خاص شاگرد حافظ راج اللہ صاحب مقیم ہیں اور دادا جی مرحوم کی خواہش پر ابھی حال ہی میں انہوں نے وہاں قرآن کا مکتب قائم کیا ہے۔ یہاں ۲½ گھنٹہ کے قریب خطاب میں دین کی کچھ باتیں احباب کے گوش گذار کیں۔ اور پھر اگلے دن خاصا سفر کرکے دریا کے کنارے واقع قصبہ منڈاھر میں ظہر کے بعد حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق تفصیلی خطاب کا موقع ملا۔ اس قصبہ میں بھی دادا جی مرحوم کے متعدد شاگرد موجود ہیں۔ جن میں سے بطور خاص میرے عزیز دوست حافظ ظہور احمد اور ان کا پورا گھر ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

مجھے اپنے تبلیغی سفر یا خطابات کی روداد نہ لکھنا ہے نہ اس کو پسند کرتا ہوں کہنا صرف یہ ہے کہ یہ تحصیل جو اغلباً اپنے ضلع کی بڑی تحصیل ہے کن کن گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ کھیوڑہ جیسا مشہور قصبہ اس تحصیل میں واقع ہے جس میں سب سے بڑی نمک کی کان ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سوڈا، سیمنٹ وغیرہ کے کارخانے کھیوڑہ اور گردو نواح کے قصبات ڈنڈوت اور غریب وال وغیرہ میں موجود ہیں۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ اس پورے علاقہ حتیٰ کہ تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پنڈدادنخان میں برف کا ایک کارخانہ تک موجود نہیں نتیجہ یہ ہے کہ اِدھر ملکوال اُدھر خوشاب سے ریل گاڑی کے ذریعہ سارے علاقہ میں برف جاتی ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف گاڑی لیٹ ہو کر مسافروں کے لئے وجہ پریشانی بنتی ہے بلکہ برف بے حد مہنگی ہوتی ہے اس رمضان کے متعلق للہ کے احباب نے بتلایا کہ وہاں دو روپے فی کلو برف بکتی رہی۔ یہی حال پینے کے پانی، سڑکوں اور دوسری ضروریات کا ہے باوجودیکہ اب اِدھر قصبات اور دیہاتوں میں کسی نہ کسی درجہ میں سرکاری پانی کے نلکے پہنچ چکے ہیں اور کچھ نہ کچھ سڑکیں بن چکی ہیں اور کچھ بن رہی ہیں لیکن پھر بھی لوگوں کے لئے اتنے مسائل ہیں کہ الامان۔ بھیرہ، پنڈدادنخان اور ملکوال وغیرہ کے درمیان کسی بھی جگہ اگر دریا پر پل بن جائے تو لوگوں کے لئے

آمدورفت کی بے حد سہولت ہو جائے۔ برسوں سے سُنا جا رہا ہے کہ پل بن رہا ہے لیکن اِدھر اُدھر کے وڈیرے اور جاگیر دار جو علاقہ بھر کی سیاست اور نظام پر قابض ہیں ان کی بدبختیوں کی سزا غریب عوام اب تک بھگت رہے ہیں —— اس علاقہ میں بہت کم زمینیں کھیتی باڑی کے قابل ہیں اور صنعتی پلانٹ نہ ہونے کے برابر۔ نتیجہ یہ ہے کہ بے روزگاری عام ہے اور لوگ پریشانیوں کے سبب اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں۔

علاقہ کے لوگ بہادر، غیور اور محنتی ہیں اگر ان کی صلاحیتوں کا کوئی صحیح مصرف سامنے آجائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی خیر کی توقعات ہیں۔ راجہ غضنفر علی خان جیسے رسوائے زمانہ وڈیرے اسی علاقہ سے متعلق تھے اور اب بھی علاقہ کے بعض پیران عظام اور راجگان علاقہ کے لئے دردِ سر بنے ہوئے ہیں جبکہ بالمقابل سیاسی قوتیں نہ ہونے کے برابر ہیں ایک زمانہ تھا کہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شہید ختم نبوت مولانا گل شیر خان، ضیغم احرار شیخ حسام الدین، مجاہد ملت مولانا غلام غوث، متکلم اسلام مولانا محمد علی اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد جیسے اکابر یہاں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو آزادی کا درس دیتے، تقسیم کے بعد بھی ان میں سے متعدد حضرات وہاں گئے اور ان لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا لیکن اب مشکل یہ ہے کہ بڑے حضرات وہاں جاتے نہیں جو جاتے ہیں ان کا تبلیغی سفر اتنا مہنگا ہوتا ہے کہ الامان۔ نتیجہ یہ ہے کہ قدیم مذہبی اور حریت پسند گھرانوں کے بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو چلا ہے جس کی طرف ورثا احرار و جمعیت کو توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے۔

للہ میں حضرت حاجی فضل احمد صاحب قدس سرہ نے ۴۰ سال کے لگ بھگ خالص دین سمجھانے کے لئے بے لوث اور مخلصانہ جدوجہد کی ان کی تبلیغی اور تدریسی سرگرمیوں کے ثمرات چاروں طرف نظر آتے ہیں۔ بزرگان احرار سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا اب ان کے متعدد عزیز ہیں جو پچھلے دور کے صحیح امین ہیں اور مرحوم کے صاحبزادگان اپنے والد مرحوم کی طرح مصروف خدمت دین —— انہی عزیزوں کے تقاضے سے احقر کو اس شدید گرمی کے موسم میں وہاں جانا پڑا لیکن خدا شاہد ہے کہ بڑا ہی سکون نصیب ہوا اور ان گھڑیوں کو میں اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں۔ للہ میں نقشبندی بزرگوں کی خانقاہ بہت معروف ہے اب تو خانقاہ کا نظام دوہرا ہے۔ بہرحال صاحبزادہ حسنات الرسول سلمہٗ سے ہمارا گہرا تعلق ہے ان کے عظیم والد صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب جہاں بزرگان احرار سے بڑا مخلصانہ تعلق رکھتے تھے وہاں ہمارے دادا جی اور والد بزرگوار سے ان کا بڑا گہرا تعلق تھا اور ہم بھائیوں پر بڑے مہربان تھے۔ بڑے مزے کے دلچسپ بزرگ تھے۔ وجود بھاری تھا لیکن رمضان شریف میں کئی کئی پارے جم کر اور کھڑے ہو کر سنتے اس خاندان کے جد اعلےٰ حضرت خواجہ غلام نبی قدس سرہٗ کی قدیم مسجد میں انوار واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی جب تشریف لائے تو صاحبزادہ صاحب نے اس کا سبب پوچھا جس پر انہوں نے بتلایا کہ حضرت قبلہ کے ذکر و فکر اور درس و تدریس کا سارا سلسلہ یہیں ہوتا اور مولانا گل شیر کا تو مستقل ٹھکانہ مسجد ہوتی۔ اس سفر میں عزیزی حسنات صاحب سے ملا بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو اپنے بزرگوں کے مشن کا وارث بنائے۔ ان کے بزرگوں کی قبر پر حاضری دی مسنون فاتحہ پڑھی میرے والد بزرگوار مولانا محمد رمضان علوی کے استاذ قرآن حضرت حافظ اللہ دتہ صاحب قدس سرہٗ کی قبر بھی یہیں ہے رحمہم اللہ تعالےٰ۔

بہرحال مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ حکومت بڑے شہروں کے پھیلاؤ کو روکے کہ اس سے زندگی کے بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ پنڈدادنخان اور للہ جیسے پسماندہ علاقوں کی ترقی پر زور دینا چاہیئے کہ آخر وہاں کے بسنے والے بھی ہمارے بھائی اور اس

(باقی ۹ پر)

تقریب نقاب کشائی جامع مسجد ربانی نشاط کالونی، لاہور

گذشتہ روز حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ آر۔ اے بازار نشاط کالونی میں جامع مسجد ربانی کی تقریب نقاب کشائی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس مسجد کے لئے زمین کرنل نواب علی نے وقف کی ہے جو بہت نیک سیرت اور صحیح العقیدہ انسان ہیں۔ یہ مسجد انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام کام کر رہی ہے۔ مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب مدظلہ نے رکھا تھا۔ مسجد میں نصب شدہ پتھر کی نقاب کشائی حضرت اقدس نے اپنے دستِ مبارک سے فرمائی۔ نماز عشاء کے بعد ایک بھرپور اجتماع سے حضرت اقدس نے خطاب فرمایا۔

مسجد کی انتظامیہ اور اہالیانِ نشاط کالونی کی جانب سے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا۔ جسے مسجد ہذا کے خطیب خواجہ عزیز الرحمٰن صدیقی نے لکھا اور پڑھا۔ یہ خطبہ استقبالیہ پیشِ خدمت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے حضرات کو دین اور دنیا دونوں کی کامرانیاں نصیب فرمائے۔ آمین (نائب مدیر)

خطبۂ استقبالیہ



خطبہ مسنونہ: الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

آیت: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

معزز سامعین حضرات ـــــ ہمارے لئے یہ انتہائی خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ ہم میں آج جانشینِ شیخ التفسیر ولی ابن ولی حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ موجود ہیں۔ حضرت استاذی و مرشدی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فرزند ارجمند اور ان کے کمالات روحانی و جسمانی کے صحیح جانشین ہیں۔ آپ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فلسفہ کے ترجمان، حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور امام ربانی ابوحنیفہ روزگار حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دل کی دھڑکن، امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مشن کے وارث، حضرت شیخ الہند (بقول حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ شیخ العالم) مولانا محمود الحسن صاحبؒ اور امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے نظریات کے ترجمان ہیں۔ آپ نظام العلماء اسلام پاکستان (کالعدم جمعیت علمائے اسلام) کے مرکزی جنرل سیکرٹری اور انجمن خدام الدین کے امیر ہیں۔

جناب والا ـــــ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب سیاست کی وادی میں نو وارد نہیں ہیں۔ بلکہ بہت بڑی تاریخ اور یادیں ان کے دامن میں سمٹی ہوئی ہیں۔ ایوبی آمریت کے خاتمے، تحریک بحالی جمہوریت، تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے شاندار خدمات سر انجام دی ہیں۔ آپ کے ضمیر کی آواز کو دنیا کا بڑے سے بڑا آمر بھی نہیں دبا سکا اور نہ ہی کوئی لالچ، دباؤ یا جبر آپ کو اپنے مقاصد سے ہٹا سکا۔

معزز سامعین حضرات ـــــ آپ کے والد ماجد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ان عظیم شخصیتوں میں

شامل ہیں۔ جنہوں نے برصغیر پاک و ہند کی تقدیر بدلنے کے لئے اپنے شب و روز وقف کر دیئے تھے۔ آپ نے انیسویں صدی کے اوائل میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی سرکردگی میں اپنی سیاسی اور مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا۔ آپ کا نعرۂ آزادی و حریت انگریز اور اس کے کاسہ لیسیوں کے لئے پیام مرگ ثابت ہوا۔ آپ نے اس وقت آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ جس وقت انگریزی اقتدار کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اور اس وقت آزادی کا علم بلند کرنا خود کو موت کے حوالے کرنے کے مترادف تھا۔

جناب والا ـــــ آپ اور آپ کے رفقاء پر استبداد اور تشدد کا ہر طریقہ آزمایا گیا۔ آپ کئی دفعہ گرفتار ہوئے اور حوالہ زنداں ہوئے۔ مگر آپ کے جذبہ حریت و آزادی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط جدوجہد کا چند سطور میں قلمبند کرنا ناممکن ہے۔ اس کے اثرات پاکستان، بنگلہ دیش، برصغیر ایشیاء اور افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی انقلابی تفسیر اور عمدۃ تفاریر کے تراجم کئی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے نہ صرف افکار کے مینار روشن کئے بلکہ عمل کی دنیا میں بھی ایسے کارکن لا کھڑے کئے جو اسلام کے سوا کسی اور نظریئے، کسی طاقت سے مرعوب نہیں جو رب العالمین کے سوا کسی کے آگے جھکنے کے لئے تیار نہیں۔

حضرت لاہوریؒ کو ۱۹۱۴ء کو دہلی سے گرفتار کر کے لاہور لایا گیا اور نولکھا تھانہ رکھا گیا۔ دو آدمی بطور ضامن مانگے گئے تاکہ آپ کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے مگر لاہور سے ایک آدمی بھی ضمانت کے لئے تیار نہ ہوا۔ حافظ ضیاء الدین صاحبؒ ایم۔ اے جو حضرت سندھیؒ کے ادارہ نظارۃ المعارف القرآنیہ میں علماء کو انگریزی پڑھانے پر مامور تھے۔ اور تحریک آزادی کے نامور کارکن ملک لال خانؒ نے آپ کی طرف ضمانت نامے داخل کئے۔ آپ اس شرط پر رہا ہوئے کہ آپ لاہور میں مقیم رہیں گے اور دہلی یا سندھ تشریف نہیں لے جائیں گے۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر لاہور میں رہنے کی شرط نہ ہوتی تو میں سندھ یا دہلی کو ترجیح دیتا۔ مگر اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ سے کام لینا تھا۔ اور لاہور والوں کی اصلاح مقصود تھی۔ اس لئے آپ کو لاہور میں رکھا گیا۔ آپ نے لاہور میں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے لوگوں کے عقائد اور نظریات بھی درست فرمائے۔ آپ درس قرآن مجید کے اتنے پابند تھے کہ آپ کی بیٹی صاحبہ رات کو فوت ہو گئیں مگر آپ نے درس قرآن کا ناغہ نہ فرمایا۔

جناب والا ـــــ لاہور کی تاریخ میں دو جنازے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک جنازہ غازی علم الدین شہیدؒ کا اور دوسرا جنازہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا۔ حضرتؒ کے جنازے میں تین لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ حضرات ملاحظہ کریں کہ ایک وہ وقت تھا کہ ضمانت کے لئے ایک آدمی بھی تیار نہیں ہوا۔ مگر جب جنازہ اٹھتا ہے تین لاکھ سے زائد آدمی شریک ہوتے ہیں۔ مشرقی و مغربی پاکستان کے علمائے کرام، صوفیائے عظام اور اولیاء اللہ بھی شریک ہوئے۔ صبح مطلع صاف تھا مگر جب جنازہ اٹھتا ہے مطلع ابر آلود ہو جاتا ہے۔ آپ کا جنازہ شیرانوالہ گیٹ سے میانی شریف لے جانے میں پورا دن لگ گیا اور پھر کئی روز تک قبر مبارک سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سب کچھ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کی برکات تھیں۔ آپ ذکر اللہ بھی کثرت سے کیا کرتے تھے۔

محترم حضرات ـــــ حضرتؒ کے فضائل و مناقب تو بے انتہا ہیں۔ اب بات کو سمیٹتے ہوئے اتنا عرض کرتا ہوں کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے والد بزرگوار کے صحیح جانشین ہیں۔ آپ انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ذکر و اذکار کی محفل گرم رکھتے ہیں۔ آپ بھی انہیں کی طرح مجاہدانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ

(باقی ۲۲ پر)

دارالعلوم دیوبند شاہراہِ ترقی پر

(الحاج حضرت مولانا) مرغوب الرحمان (صاحب) مہتمم دارالعلوم دیوبند، یو، پی)

الحمد للہ، ثم الحمد للہ، دارالعلوم دیوبند جو ایشیا کی ایک عظیم الشان دینی درس گاہ ہے اور جس کی روایات اور دینی و ملی خدمات روز روشن کی طرح درخشندہ و تابناک ہیں وہ ایک عرصہ تک تعطل وجود کا شکار رہنے اور ایک سخت تکلیف دہ دورِ ابتلا و آزمائش سے گزرنے کے بعد ایک سال سے مکمل طور پر کھلا ہوا ہے — اور اپنی سابقہ روایات کے ساتھ — دینی و ملی خدمات میں مصروف ہی نہیں بلکہ نمایاں طور پر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ جس کا کچھ اندازہ آپ کو درج ذیل حقائق سے ہو سکتا ہے:۔

سالِ رواں کے ترقیاتی کام

۱۔ طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔

۲۔ پندرہ سو طلبہ کو امدادِ طعام دی گئی۔

۳۔ مزید ۱۹۱ طلبہ کو جزوی امداد دی گئی۔ جس کی مقدار ۳۰/- ماہوار ہے۔

۴۔ ایک لاکھ سے زائد کی درسی کتابیں خریدی گئیں، اور جو دستیاب نہ ہو سکیں انہیں طبع کرایا گیا۔

۵۔ طلبہ کو قیام و طعام کے علاوہ معیارِ تعلیم کی بلندی، بجلی، روشنی اور علاج وغیرہ کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ سہولتیں دی گئیں۔

۶۔ رواق خالد کی پہلی منزل کی تعمیر بہت سے نئے اضافوں کے ساتھ مکمل کی گئی۔

۷۔ طلبہ کی علمی صلاحیت اور ذوقِ مطالعہ میں اضافہ کے لئے دارالمطالعہ کے اوقات میں چار گھنٹہ کا اضافہ کیا گیا۔

۸۔ نئے تقررات میں باصلاحیت اور دیندار حضرات کا انٹرویو کے ذریعہ انتخاب کیا گیا۔

۹۔ شیخ الہند اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا۔

۱۰۔ جمعیۃ الطلبہ باقاعدہ منظور ہوئی اور اس کا انتخاب کرایا گیا۔

۱۱۔ دارالاقامہ کے قدیم سینکڑوں کمروں کی مرمت کرائی گئی۔

مستقبل کے ترقیاتی منصوبے

۱۔ رواق خالد کی دوسری منزل اور مزید جدید دارالاقامہ کی تعمیر جو طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے کافی ہو۔

۲۔ دارالتربیت (دارالاطفال) کا قیام اور اس کی تعمیر۔

۳۔ ایک وسیع مسجد کی تعمیر جس میں اضافہ شدہ تمام طلبہ کی گنجائش ہو (قدیم مسجد ناکافی ہو چکی ہے)

۴۔ علمی و دینی اجتماعات کے لئے ایک وسیع ہال کی تعمیر۔

۵۔ ملازمین کے لئے مکانات کی تعمیر۔

۶۔ نئی درسگاہوں کی تعمیر۔

۷۔ مہمان خانہ کی توسیع۔

۸۔ لائبریری کی تعمیر جدید۔

۹۔ اساتذۂ دارالعلوم کی علمی ترقی کے لئے عالم اسلام سے علمی کتابوں کی فراہمی کا انتظام۔

۱۰۔ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے فضلاء دارالعلوم سے روابط اور اُن سے متعلق معلومات۔

۱۱۔ نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم پر تمام ذمہ دارانِ مدارسِ عربیہ کا اہم کنونشن طلب کرنا۔

۱۲۔ تعلیم و تربیت کے نئے اصول و ضوابط کی ترتیب اور اُن کا اجراء۔

تقابلی مطالعہ

	سابقہ	موجودہ
تعداد کل طلبہ	۱۶۳۸	۲۴۳۳
۲۔ تعداد امدادی طلبہ	۹۰۰	۱۵۰۰
۳۔ تعداد مدرسین	۴۴	۵۴
۴۔ تعداد ملازمین	۲۴۹	۲۴۴
۵۔ تعداد وظیفہ تیل	۷۵۰	۱۳۲۴
۶۔ تعداد وظیفہ پارچہ	۶۵۷	۱۲۰۰
۷۔ تعداد جزوی امداد	×	۱۹۱
۸۔ تعداد حجرات دارالاقامہ	۰	۲۵۸
۹۔ تعداد نشست دارالاقامہ	۱۶۲۴	۲۰۲۴
۱۰۔ ہر جماعت میں اول دوم سوم آنیوالے طلبہ کو خصوصی وظائف	۸	۲۴
۱۱۔ طلبہ کے کمروں میں دارالعلوم کی جانب سے بجلی کا انتظام (کام جاری ہے)	×	۲۵۸

۱۲۔ سالانہ بجٹ

طلباء عزیز کی زیادتی اور روز افزوں گرانی کی وجہ سے اب بجٹ ۴۰ لاکھ ہو گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس ادارے کے تمام منصوبوں کی تکمیل اور اپنے مقاصد میں کامیابی کا انحصار تمام تر مسلمانوں کی امداد اور ان کی غیر معمولی توجہ اور دینی و ملی غیرت و حمیت پر رہا ہے۔ اس وجہ سے موجودہ حالات میں اس بات کی بڑی سخت ضرورت ہے کہ مسلمان اس پر مزید توجہ فرمائیں اور ملک کے مختلف معاشی و اقتصادی حالات کی وجہ سے اس قسم کے دینی کاموں میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کی طرف پوری توجہ دیں۔ اس لئے کہ دارالعلوم کے تمام ترقیاتی کاموں کی تکمیل ہمیشہ مسلمانوں کے مخلصانہ تعاون سے ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی یہی مخلصانہ تعاون دارالعلوم کا سرمایۂ توکل ہے۔

طلباء کے دارالعلوم کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے سالانہ بجٹ قریباً ۴۰ لاکھ ہو گیا ہے۔

دستِ تعاون بڑھانے کی شدید ضرورت ہے

امید ہے کہ دینی حمیت، ہندوستان میں اسلام کے بقاء و احیاء اور علوم نبوی کی اشاعت کا درد رکھنے والے صاحبِ خیر مسلمان اپنی امداد روانہ فرمائیں گے — شکریہ!

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے علمی ماہنامہ

دارالعلوم دیوبند

کے پاکستانی خریدار ۴۵/- روپے مولانا عبدالستار صاحب مقام کرم علی والا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کو ارسال کر کے مولانا ریاست علی بجنوری مدیر دارالعلوم دیوبند کو منی آرڈر کی رسید سے مطلع کر دیں۔ (ادارہ)

از۔ بشیر احمد قادری

الامام الحافظ مکیؒ بن ابراہیم خلفی متوفی ۲۱۵ھ

امام مکیؒ بن ابراہیم بہت بڑے امام ہیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور عظیم المرتبت آئمہ ان کے شاگرد تھے۔ امام احمدؒ بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام بخاریؒ جیسے عظیم ائمہ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ امام مکیؒ کا اپنا بیان ہے کہ میں نے ساٹھ حج کئے اور دس سال تک حرم محترم کا مجاور رہا ہوں اور سترہ تابعین سے احادیث لکھی ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میں ۱۲۶ھ میں پیدا ہوا اور سترہ سال کی عمر میں علمِ حدیث کی تحصیل شروع کی۔

مناقب صدر الائمہ ص ۲۰۳ ج ۱

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگوں کو میری ضرورت پیش آئے گی تو میں سوائے تابعین کے کسی دوسرے سے حدیث اخذ نہ کرتا۔

تہذیب التہذیب ص ۲۹۵ ج ۱۰

آپ کو علمِ حدیث و فقہ کی طرف امام اعظمؒ نے متوجہ فرمایا

امام مکیؒ بن ابراہیم نے علوم دینیہ کی تحصیل کی طرف توجہ امام اعظمؒ کے بار بار کہنے سے فرمائی۔

امام صدر الائمہ مکیؒ نے مناقب میں اس داستان کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے:

امام عارثی عبد الصمد بن فضل کی زبانی ان سے ناقل ہیں کہ میں تجارت کا کاروبار کیا کرتا تھا، ایک دفعہ امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا، تو فرمایا کہ تم تجارت کرتے ہو، مگر تجارت میں علم کے بغیر سراسر نقصان و خسران ہے، تم علم کیوں حاصل نہیں کرتے؟ اور احادیث کیوں نہیں لکھتے؟ امام مکیؒ کا بیان ہے کہ امام اعظمؒ برابر مجھے اس طرف متوجہ فرماتے رہے، تا آنکہ میں نے اس وادی میں قدم رکھ دیا، اور کتابتِ علم کی طرف ملتفت ہو گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے علم کی دولت سے نوازا، اس لئے میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی امام موصوف کا ذکر ہوتا ہے، ان کے حق میں برابر دعائے خیر کیا کرتا ہوں، کیوں؟ اس لئے کہ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے علم کا دروازہ کھولا۔

مناقب صدر الائمہ ص ۱۶۱ ج ۲

امام مکیؒ بن ابراہیم کا امام اعظمؒ سے تلمذ

امام مکیؒ بن ابراہیم، امام اعظمؒ کے بار بار سمجھانے پر سترہ سال کی عمر میں علمِ حدیث کی کتابت و تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کے اولین استاد امام اعظمؒ ہیں۔ آپ ۱۴۳ھ سے ۱۵۰ھ تک امام صاحبؒ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر باش رہ کر آپ کے علوم و معارف اور فیوض و برکات سے برابر مستفید و مستنیر ہوتے رہے۔ خوشہ چینی اور اکتسابِ فیض کا یہ سلسلہ امام اعظمؒ کی وفات حسرت آیات تک جاری و ساری رہا۔

چنانچہ صدر الائمہ مکی لکھتے ہیں:

ولزِمَ اباحنیفۃؒ وسمع منہ الحدیث واکثر عنہ الروایۃ

مناقب و موفق ص ۲۰۳ ج ۱

یہ امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں برابر رہے اور آپ سے حدیث کی سماعت فرمائی۔

نیز صدر الائمہ مکی لکھتے ہیں:

وکان یحب اباحنیفۃؒ حبًّا شدیدًا ویتعصب لمذھبہٖ

مناقب موفق ص ۲۰۴ ج ۱

حضرت مکیؒ بن ابراہیم، امام ابوحنیفہؒ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور امام اعظمؒ کے بارے میں متعصب واقع ہوئے تھے۔

امام اعظمؒ کے بارے میں ان کا تاثر یہ تھا کہ کان اعلم اھل زمانہٖ یعنی امام صاحبؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ محدثین کی اصطلاح میں علم سے حدیث ہی مراد ہوتی ہے۔

امام مکیؒ کے قلب مبارک میں امام اعظمؒ کی عقیدت کس قدر موجزن تھی اس کا کچھ اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے، جو صدر الائمہ نے اسماعیل بن بشر کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

ایک دفعہ ہم مکیؒ بن ابراہیم کی مجلس درس میں حاضر تھے، انہوں نے درس حدیث دینا شروع کیا اور فرمایا کہ حدثنا ابوحنیفہؒ (ہم سے امام ابوحنیفہؒ نے حدیث بیان کی) حاضرین میں سے ایک شخص بول پڑا کہ حدثنا عن ابن جریج (ہم سے ابن جریج کی روایات بیان فرمایئے) اس پر امام مکیؒ بن ابراہیم کا چہرۂ انور غصہ سے سرخ ہو گیا فرمانے لگے۔

انا لانحدث السفھاء حرمتُ علیک ان تکتب عنی قم من مجلسی۔

ہم بیوقوفوں اور احمقوں سے حدیثیں نہیں بیان کیا کرتے تمہارے لئے مجھ سے احادیث لکھنا حرام ہے۔ میری مجلس سے اٹھ جایئے۔

چنانچہ جب تک اس شخص کو مجلس سے اٹھا نہ دیا گیا، حدیث بیان نہیں کی۔ اور جب اس شخص کو مجلس سے نکال باہر کیا تو پھر وہی حدثنا ابوحنیفہؒ کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

مناقب صدر الائمہ مکی ص ۳۳۲ ج ۱

امام مکیؒ کو امام اعظمؒ کے تلامذہ میں صرف شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ ہی نہیں بلکہ حافظ ابوالحجاج مزیؒ نے تہذیب الکمال میں اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں بھی ان کو امام اعظمؒ کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے مقدمہ فتح الباری میں جہاں امام بخاریؒ کے شیوخ و اساتذہ کا تذکرہ فرمایا ہے، وہاں یہ وضاحت و صراحت بھی فرمائی ہے کہ امام مکیؒ بن ابراہیم کا تعلق امام بخاریؒ کے اساتذہ کے اس طبقہ سے ہے، جنہوں نے تابعین سے کسبِ فیض کیا ہے، اُن اتباع تابعین میں جو امام بخاریؒ کے طبقہ اولیٰ کے شیوخ و اساتذہ ہیں، امام مکیؒ بن ابراہیم کا مقام سب سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و برتر ہے۔

چنانچہ امام بخاریؒ کی مرویات میں، جو احادیث سنداً سب سے عالی ہیں، وہ ثلاثیات ہیں، جن کی تعداد بائیس ہے۔ ان میں سے زیادہ تعداد امام بخاریؒ کو امام مکیؒ بن ابراہیم کی وساطت سے حاصل ہوئیں اور باقی گیارہ ثلاثیات دیگر محدثین و مشائخ سے حاصل ہوئیں۔

ایڈیٹر کے نام

محترم جناب ایڈیٹر صاحب
ہفت روزہ خدام الدین لاہور

السلام علیکم۔ عرض ہے کہ میں ہفت روزہ خدام الدین کا کافی عرصہ سے قاری ہوں۔ کئی سالوں سے ہمارے پاس باقاعدگی سے خدام الدین آ رہا ہے اور حقیقت میں بگڑے ہوئے انسانوں کو صحیح راستہ اور اچھا انسان بنانے کے لئے خدام الدین بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔

ایک گذارش ہے کہ اگر کسی بھائی کے پاس ایم اے اسلامیات کے نوٹس یا ایم اے اسلامیات کی کتابیں ہوں تو صرف امتحان تک مستعار دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ امتحان کے بعد واپس کر دوں گا۔

پتہ یہ ہے: محمد سلیم طارق نزد ریلوے اسٹیشن بھکر۔ تحصیل و ضلع بھکر۔



قرآن اور تحقیق

تحریر: علامہ یوسف جبریلی

کُفر و الحاد میں گھرا ہوا، ایک دورِ تلبیس، اور بجلی کے قمقموں کی روشنی میں ایک تاریک دنیا، باطنی ظلمتوں سے گھرایا ہوا مغرب ہپی بن گیا۔ آب حیات کی تلاش میں سرگرداں مشرق ظلمات میں کھو گیا۔ بدھوں نے بدھ مت چھوڑا۔ ہندوؤں نے ہندو مت کو پرنام کہا۔ خدائی کے خواب دیکھنے والے یہودی خدا سے حق ملکیت چھیننے کے منصوبوں میں محو ہوئے۔ نصرانی عیسائیت سے برگشتہ و بیزار ہے۔ تو اسلام سے غفلت اور قرآن سے پہلوتہی مسلمان کا شعار بن چکا ہے۔ آج اُمتِ مسلمہ کی نئی پود، مغربی الحاد کی چکا چوند میں اسلام کو معاذ اللہ ایک دینِ فرسودہ اور قرآن کو بوسیدہ اوراق کا ایک بے فیض مجموعہ تصوّر کرنے لگی ہے۔ اور حالات کی رفتار یہی رہی، تو بعید از قیاس نہیں کہ آئندہ نسل اسلام سے سراسر برگشتگی کا برملا اظہار کرے وقت ہے کہ اس معاملے پر غور کیا جائے، دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان کیوں اسلام سے دُور اور قرآنی شعور سے تہی ذہن ہوا جاتا ہے۔

اور یہ کہ اس روبہ زوال دلچسپی کو کس طرح از سرِ نو زندہ کیا جا سکتا ہے پہلے سوال کا جواب ہے کہ قرآن کو ایک فرسودہ کتاب بنا دیا گیا ہے، نہ تو یہ کہیں کسی جدید ہنگامے میں نظر پڑتا ہے۔ نہ ہی عملی زندگی میں اس کو کچھ دخل رہا ہے۔ ہم مسلمان دعویٰ تو کرتے ہیں قرآن کے مکمّل نظام کا، اور قرآن کی ہمہ گیریت کا اور عالمگیریت کا اور اس کے ازلی اور ابدی نور ہدایت کا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم ان دعووں کے اثبات میں کچھ بھی نہیں کر پاتے۔ بلکہ جو کچھ ہمیں قرآن حکیم اور اسلام کے متعلق معلوم ہے۔ ہم اس پر عمل پیرا بھی نہیں۔ ہماری عملی زندگی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ قرآنی تعلیم اور اسلامی نظام سے یکسر عاری ہے مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے لینن کو بڑے اچھے انداز میں اسلام کا اقتصادی اور معاشی نظام سمجھایا۔ مگر جب لینن نے مولانا سے یہ سوال کیا کہ کیا اس نظام پر کہیں کچھ فائدہ مرتب ہو رہا ہے۔ تو مولانا کے پاس سوائے نفی کے کیا جواب ہو سکتا تھا۔ اور یہی سبب ہے مسلمانوں کی عدم دلچسپی کا۔ کہ صورت مقابلے کی نہ رہی۔ اور اس سوال کا جواب کہ کس طرح قرآن میں دلچسپی کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح دلوں میں اس شوق کو جگایا جا سکتا ہے۔

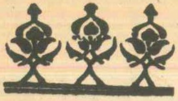
یہ ہے کہ قرآن کو دَور جدید کے مفکروں اور سائنسدانوں کے نظریوں سے ٹکرا دیا جائے۔ اور پھر قرآنی معجزے ملاحظہ کئے جائیں کہ کس طرح قرآن کفر و الحاد کے ہر قلعے اور ہر حصار کو تہس نہس کرتا جاتا ہے۔

اور کس طرح مردہ روحیں جاگ اٹھتی ہیں۔ کس طرح یہی ہپی نما مسلمان صاحبزادے قرآن کی عظمت کے سامنے دوزانو ہوتے ہیں۔ کس طرح عظیم فلسفی اور عظیم تر سائنسدان قرآنی برتری کے سامنے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں۔ قرآن ہر دَور کا فاتح ہے فاتح تھا اور فاتح رہے گا۔ البتہ قربانی، استغراق، اور بے پناہ جدوجہد درکار ہے اور قرآن کی گہرائیوں میں اترنے کی ضرورت ہے۔

بقیہ : نقاب کشائی

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کوئی ایسی تحریک نہیں جس میں آپ نے قائدانہ کردار ادا نہ کیا ہو۔ آپ کے صاحبزادگان بھی ماشاء اللہ آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

خدائے بزرگ و برتر جل شانہ، سے التجا ہے کہ ان عظیم ہستیوں سے (بزرگان دین) وابستہ رکھے اور روحانی اور باطنی فیض حاصل کرنے کی توفیق دے۔



سالاری پانی پتی

۱۴۔ اگست ۴۷ء اور بعد کے ادوار

یہ ماہ و سن ایسا نہیں کہ جسے بھولا جا سکے۔ اس میں ایک انقلاب آیا اور ایسا انقلاب کہ جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ہے۔

۱۔ اسی ماہ و سن انگریز برصغیر سے لفٹ رائٹ، لفٹ رائٹ کرتے ہوئے کوچ کر گئے۔

۲۔ اسی سال ہندو بھائی جو یہ کہتے تھے کہ پاکستان کبھی بھی عالم وجود میں نہیں آ سکتا، سر کے بال نوچتے اور سینہ کوبی کرتے رہ گئے۔

۳۔ اسی سال انتقال آبادی نے اِدھر کی دنیا اُدھر اور اُدھر کی دنیا اِدھر کر کے رکھ دی۔

۴۔ اسی سال ہزاروں عزیز بچھڑے اور ہزاروں لاشے سڑکوں پر تڑپتے ہوئے شہید ہوئے۔

۵۔ اسی سال ایک نیا ملک (پاکستان) نقشۂ عالم پر ابھرا۔

۶۔ اسی سال فضاؤں اور ہواؤں نے ماتم کیا۔

گل و بلبل ماتم میں ہے\
یہ جہاں ماتم میں ہے\
یہ زمین ماتم میں ہے\
وہ آسمان ماتم میں ہے

ابھی یہی لیل و نہار تھے کہ وہ نہ رہے جنہوں نے انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف پاکستان بنایا تھا۔ لیاقت علی آئے تو وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب ارض پاک زاغ و زغن کا مسکن تھا۔ بھانت بھانت کی بولیاں تھیں۔ اقتدار کا نشہ تھا۔ اقتدار جو چاہتا تھا سو کر گزرتا تھا۔ ایک قلیل عرصے میں آٹھ وزیر اعظم آئے اور فوراً ہی چلے گئے بقول اقبال:

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں

آخر ہوتے ہوتے ۱۹۵۸ء آ گیا۔ پاکستان کی سالمیت کی کشتی جو بحر فنا کی موجوں سے دوچار ہوا چاہتی تھی۔ سنبھلی اور سنبھل کر عافیت کے کنارے پر جا لگی۔ اسے معجزہ سمجھئے یا خدائی ہاتھ کہیئے۔ بہرکیف جنرل ایوب آئے سابق سیاستدانوں کا تانا بانا ٹوٹ گیا۔ ملک کے لات و مناۃ ڈرے، سہمے، دبکے، فضا بدلی، ہوا بدلی، فضا نکھری، ادا نکھری، مگر ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا۔ اور اب ہمارے عوام کا فرض تھا کہ ہوش میں آتے۔ کچھ جوش میں آتے جمہوریت کے دیئے جلاتے۔ اور ملک میں ترقی، عروج اور بلندی لاتے۔ ملک کو لالہ کے بل پر چلاتے۔ مگر یہ نہ ہوا۔ عروج کا سویرا شام کے اندھیرے میں ڈوب گیا۔

اب مسٹر بھٹو اٹھے اور یہ کہتے ہوئے اُٹھے۔ حکومت کی کُرسی مضبوط ہے اسے کوئی ہلا نہیں سکتا۔ یہ بات خدا کو اچھی نہ لگی کیونکہ:

تکبّر عزازیل را خوار کرد\
بزنداں لعنت گرفتار کرد

کمال کو زوال آ گیا، اقتدار کا تانا بانا ٹوٹ گیا، وہ تختۂ دار پر تھے۔

شب روز کہہ رہی ہیں شکستہ حال قبریں!\
ترا اقتدار فانی ترا اقتدار کیا ہے۔\
میں خزاں کے حادثوں پر یہی سوچتا ہوا گزر\
اس جہانِ رنگ و بو میں صلۂ بہار کیا ہے

مضبوط کرسی الٹ گئی، کوٹھی اور کار پلٹ گئی، لیل بدلے، نہار بدلے، زمانے کے حالات بدلے، وقت کے افکار بدلے، کسی نے سچ کہا ہے۔

فرق لیڈر اور ایکٹر میں\
کیا بتائیں کہ ہم اناڑی ہیں\
دونوں جمہور کو نچاتے ہیں\
دونوں سٹیج کے کھلاڑی ہیں

مضبوط کرسی اور لاہور کے جلسۂ عام "کوٹ پھنک" ڈرامہ بھی نہ رہا، بات

گئی وہ دور بھی نہ رہا۔

اب حالتِ دگرگوں کے تحت ایک مردِ قلندر اٹھا" بسم اللہ اور نحمدہ ونصلی" کہتا ہوا اٹھا۔ اس نے اعلان کیا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔ یہاں اسلام ہی آ کر رہے گا۔ ہائے۔

ے نام کے غازی سارے تھے
کام کا غازی کوئی نہ تھا
غیروں کے بھکاری سارے تھے
اللہ کا بھکاری کوئی نہ تھا

اب اللہ کے بھکاری ہی یہاں خلافت راشدہ قائم کریں گے۔ انشاءاللہ آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ملک میں برابر انقلاب آتا جا رہا ہے۔ زندگی کا ہر شعبہ نکھرتا اور اجلا ہوتا جا رہا ہے۔ فضاؤں سے برابر صدائیں آ رہی ہیں۔

ے امیروں کی ضرورت ہے، نہ سلطان کی ضرورت ہے
زمانہ کو فقط مردِ مسلماں کی ضرورت ہے
اسں مردِ مجاہد کا نام ضیاء ہے
جس کی ضیاء کا منکر کوئی نہیں۔

مگر سیاسی اور غیر سیاسی جماعتیں اقتدار کی جویاں ضرور ہیں۔ وہ ملٹری ازم کو تادیر دیکھنا نہیں چاہتیں۔

کاش کہ سرزمین پاک پر اللہ کا حکم جاری ہو، مسجدیں آباد اور فحاشی کے اڈے برباد ہوں، شرم وحیا، دیانت وشرافت، محبت وصداقت ابھریں اور حرص ولالچ، خود پرستی وخود غرضی، غرور وتکبر، فحاشی وعیاشی، رشوت اور شرافت کے بت ٹوٹ گریں، فضا پُربہار ہو، حقوق اللہ اور حقوق العباد پر نکھار ہو، امانت کے ماہتاب علم وعمل کے آفتاب چمک اٹھیں، عدل وانصاف کے چراغ روشن ہوں، کمزور طاقتوروں سے محفوظ ہوں، ہر برائی پر اوس ہو، اس دنیا کو چھوڑ کر اُس دنیا (آخرت) کا فکر زیادہ ہو، پاکستان کا اشارہ ہو "ہاں بڑھے چلو"

اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک ایک اصول کی حکومت قائم نہ ہوگی، ملک کے چہرے پر شباب نہ آسکے گا۔ پس اب شجر کا پتہ پتہ اور پاکستان کا بچہ بچہ یہی چاہتا ہے کہ؛

ے محمدؐ کے دامن سے وابستگی ہو
خدا کے لئے دوستی دشمنی ہو
الٰہی ہمیں ایسے انسان عطا کر

حضرت شیخ التفسیرؒ کا ترجمہ وحاشیہ

قرآن عزیز

قسم اول ۱۲۰/- روپے

قسم دوم ۱۰۰/- روپے

مکتبہ انجمن خدام الدین لاہور

وفیاتؔ

★ مولانا محمد علی جانباز سمندری
★ مولانا غلام حیدر، میاںچنوں
★ ملک گل حسن نمبردار ڈھوک مصاحب

پچھلے دنوں ہمیں تین حادثات سے دوچار ہونا پڑا —— ایک حادثہ مولانا محمد علی صاحب جانباز آف سمندری کے سانحہ ارتحال کا ہے جو ۴ راگست ۱۹۸۳ء کو سول ہسپتال فیصل آباد میں دماغ کی شریان پھٹ جانے کے سبب انتقال کر گئے —— مرحوم جامع مسجد محمدیہ قاسم بازار سمندری کے بانی، امیر شریعت قدس سرہٗ کے رفیق وہمسفر اور ۵۳ء، ۷۴ء کی تحریکات ختم نبوت کے مخلص وجانثار رضاکار تھے ۲۶ سال تک سمندری میں اپنے اکابر واسلاف کے مشن کو پھیلانے و بڑھانے میں مصروف رہے ۶۶ سال کی عمر تھی ۶ لڑکے ایک لڑکی اور بیوہ ان کے متعلقین میں موجود ہیں برادر عزیز ضیاء الرحمٰن فاروقی (مشہور مصنف وخطیب) ان کے بڑے صاحبزادے ہیں جو اپنے باپ کی طرح مصروف جہاد ہیں۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام شریعت میں جیل کے دوران مولانا کو ایک غلط ٹیکہ لگا دیا گیا۔ اس وقت سے اب تک علیل تھے۔ حتیٰ کہ اب موت کے سامنے ہار گئے —— اللہ بس باقی ہوس۔

اللہ رب العزت مرحوم کو اعلیٰ درجات سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

دوسرا حادثہ اسلام آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ مولانا غلام حیدر آف میاں چنوں کے انتقال کا ہے۔ تین دن قبل والد بزرگوار مولانا محمد رمضان علوی نے مجھے اطلاع دی۔ مرحوم حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ کے شاگرد مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ کے رفیقِ سفر، بڑے محنتی، مخلص اور دانا قسم کے انسان تھے —— اسلام آباد جیسی جگہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام اور اس کا پورے علاقہ میں تعارف ان کی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ تھا۔ ساری عمر اخلاص و ایثار کے ساتھ گذاری بڑے مرنجاں مرنج انسان تھے۔ اب کچھ عرصہ صحت کے ہاتھوں بے بس ہو کر میاںچنوں مقیم تھے۔ جہاں ان کا خاندان آباد ہے۔ اللہ رب العزت انہیں رفیع درجات سے نواز کر ان کے لواحقین کو صبر واجر جزیل سے نوازے۔

تیسرا حادثہ ملک گل حسن صاحب کا ہے جو ۱۷ رمضان کو ۳۶ سال کی عمر میں چھوٹے چھوٹے بچوں، بیوہ، بوڑھے والدین اور دوسرے لواحقین کو اچانک داغِ مفارقت دے گئے۔ مرحوم ہمارے محترم دوست قاری محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ شبیریہ میانی ضلع سرگودھا کے بڑے بھائی تھے۔ نمبردار تھے زکوٰۃ عشر کمیٹی چیئرمین تھے۔ غریب پرور شریف النفس اور بہت ہی مخلص انسان۔ ان کے اچانک انتقال سے سارے علاقہ میں صف ماتم بچھ گئی۔ رب العزت اپنے خصوصی کرم کا معاملہ فرما کر لواحقین کو اس صدمہ کے سہارنے کی توفیق دے۔

(علوی و دیگر ارکان ادارہ)

بقیہ : شرح ڈاک .....

خصوصاً مفت تقسیم کئے جانے والے لٹریچر کو فری پوسٹ کر دیا جائے۔

۴۔ اگر یہ فری پوسٹ ممکن نہ ہو تو اخبارات اور رسائل کی طرح اس کی شرح ڈاک بھی برائے نام کر دی جائے۔ اس مقصد کے لئے رجسٹرڈ ایل نمبر کی طرح انہیں رجسٹرڈ ایل ٹی (تبلیغی) نمبر دے دیا جائے۔

امید ہے یہ پُرخلوص استدعا صدا بصحرا نہ ثابت ہوگی۔ والسلام

حافظ نذر احمد پرنسپل تعلیم القرآن خط وکتابت سکول پوسٹ بکس ۱۰۰۲ لاہور

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو گی۔

ایڈیٹر کی ڈاک

شرحِ ڈاک میں ناروا اضافہ

تعلیمی اور تبلیغی تحریکات کے لئے سنگ گراں

یکم جولائی سے نافذ ہونے والا بجٹ تضادات کا ایک مجموعہ اور اسلامی ریاست کے بنیادی مقاصد کی نفی کرنے کا ایک واضح ثبوت پیش کر رہا ہے۔ ایک طرف حکومت پاکستان ملک میں اسلامی اقدار کے فروغ اور ناخواندگی دُور کرنے کے لئے پُرجوش عزائم رکھتی ہے۔ دوسری طرف اس کے بعض اقدامات اس راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ کیونکہ ملک عزیز میں شرح خواندگی انتہائی حد تک کم ہے۔ اور قیام پاکستان کے بعد سے اب تک اس سلسلے میں کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ جبکہ پاکستان سے بہت چھوٹے ملک جو اپنی آبادی اور وسائل میں بھی ہم سے بہت پیچھے ہیں۔ شرح خواندگی میں ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ اور یہ عمل مسلسل ان کے ہاں جاری ہے۔

یکم جولائی سے شرح ڈاک میں اضافہ کا یہ پہلو فوری توجہ کا مستحق ہے کہ یہ اضافہ خاص طور پر کتابوں کی ترسیل پر کیا گیا ہے۔ ایک پوسٹ کارڈ اور عام لفافے پر اضافہ صرف ۱۰ اور ۲۰ پیسے کا ہے لیکن مطبوعہ مواد یعنی کتب اور پمفلٹ پر کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

سابقہ شرح

وزن	خرچہ
۵۰ گرام	۱۰ پیسے
۱۰۰ گرام	۱۵ پیسے
۲۵۰ گرام	۳۵ پیسے
۵۰۰ گرام	۶۰ پیسے
۱۰۰۰ گرام	ا روپیہ

موجودہ شرح

وزن	خرچہ
۲۰ گرام	۴۰ پیسے
۵۰ گرام	۵۰ پیسے
۱۰۰ گرام	۷۵ پیسے
۲۵۰ گرام	۱ روپیہ
۵۰۰ گرام	۱/۵۰ روپیہ
۱۰۰۰ گرام	۲/۵۰ روپے

یہ اضافہ واضح طور پر تعلیم کش اضافہ ہے اور علم و ادب پر سنگ گراں کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس اضافے سے سرکاری خزانے میں چند لاکھ روپے کا اضافہ ضرور ہو جائے گا لیکن علم اور تعلیمی و تبلیغی تحریکات پر جو اثرات مرتب ہوں گے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

متعدد لادینی ریاستوں میں بائیبل اور دینی لٹریچر بطور فری پوسٹ بھیجا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اس بجٹ کے بعد صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ ۲۴ صفحہ کا ایک تبلیغی پمفلٹ ۴۰ پیسے میں چھپ جائے گا لیکن اس کی روانگی پر ۵۰ پیسے سرکار کو ادا کرنے ہوں گے۔ اور اگر یہی رسالہ محفوظ طور پر بذریعہ رجسٹری بھیجنا ہو (کیونکہ عام ڈاک میں مکتوب الیہ تک پہنچنے کی کوئی ضمانت نہیں) تو خرچہ ۳/۵۰ روپے ہو جائے گا۔

چند سال قبل تک پاکستان کا محکمہ ڈاکخانہ جات دنیا میں بطور مثال پیش کیا جاتا تھا کہ یہاں کاغذ کا ایک پُرزہ بھی لیٹر بکس میں ڈال دیا جاتا جو لازمی طور پر پہنچتا لیکن اب صورتِ حال بالکل بدل چکی ہے۔ گذشتہ برسوں کے واقعات کے پیش نظر اس محکمہ کو لوگ "گٹر محکمہ" اور "آگ کی بھٹی والا محکمہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ ہزاروں خطوط لوگوں نے گندے پانی میں بہتے اور آگ میں جلتے دیکھے ہیں — اس لئے مجبوراً معمولی معمولی کتابوں کو بھی بذریعہ رجسٹری بھیجنا پڑ رہا ہے تاکہ کتابیں گٹر کی نذر یا آگ کی چمنی کا ایندھن نہ بن جائیں۔

ہم اربابِ بست و کشاد کی خدمت میں پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ؛

۱۔ بک پوسٹ کی شرح کا اضافہ فی الفور ختم کر دیا جائے۔ اور سابقہ شرح بحال کی جائے۔

۲۔ اسلامی تبلیغی کتب، پمفلٹ

طبی مشورے

براہِ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

پیشاب کی تکلیف

س: میرے والد صاحب کی عمر قریباً ۶۸ سال ہے نو ماہ قبل انہیں بخار اور کھانسی کی شکایت ہوئی۔ ساتھ ہی پیشاب کی کثرت بھی۔ رات میں چودہ پندرہ دفعہ پیشاب آ جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان نے ایکسرے کروایا۔ ٹی بی کلینک سے علاج کرانے پر کھانسی اور بخار بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ہو گیا۔ اب انہیں پیشاب کی تکلیف ہے۔ پیشاب کی نالی میں پیشاب آتے وقت انتہائی شدت سے جلن ہوتی ہے اور درد کی شدت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ شہر بھر کے قریباً تمام ڈاکٹر حکیم اس مرض کا علاج نہیں کر سکے۔ بعض اوقات پیشاب میں خون کا قطرہ بھی آ جاتا ہے۔ مثانہ کا ایکسرے کرایا۔ کوئی پتھری وغیرہ نہیں ہے۔ تکلیف صرف پیشاب کی نالی میں ہوتی ہے دن میں تین چار مرتبہ پیشاب ہوتا ہے براہ کرم کوئی اکسیری اور سستا نسخہ تجویز فرمائیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے انہیں شفا عطا فرما دے۔

کرامت حسین، پرانی عیدگاہ جھنگ صدر

ج: چھٹانک بھر سیب کو نمک کے پانی سے دھو کر دہکتے کوئلوں پر رکھ کر جلا لیں۔ اور باریک پیس لیں۔

چار چار رتی کی خوراک دن میں تین خوراکیں مکھن خالص میں ملا کر کھلائیں۔

روغن صندل خالص پانچ قطرے صبح بتاشہ پر ڈال کر دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

روزانہ قریباً آدھ پاؤ جامن نمک اور کالی مرچ لگا کر کھلائیں۔

روزانہ سہ پہر ایک گلاس لیموں کی سکنجبین نمک اور کالی مرچ ملا کر پلائیں —— انشاء اللہ صحت ہو گی۔

پاخانے میں کیڑے

س: بندہ کو پاخانہ کے ذریعہ کیڑے آتے ہیں اور پاخانہ کی جگہ پر ہر وقت خارش ہوتی رہتی ہے۔ نماز میں خارش ہو تو بڑی تکلیف ہوتی ہے ہر نماز سے پہلے استنجا کرنا پڑتا ہے میری عمر ۲۵ سال ہے۔ نیز رفع حاجت کے پانچ دس منٹ بعد محسوس ہوتا ہے کہ معدہ ابھی خالی نہیں ہوا اور اس طرح بھوک بھی کم لگتی ہے اکسیری اور سستا نسخہ تحریر کریں۔ کرامت حسین۔ جھنگ شہر

ج۔ روزانہ آدھ پاؤ آڑو کھائیں۔

دوپہر کے کھانے کے درمیان ایک چمچی روغن زیتون پیا کریں۔ نیز رات سوتے وقت مقعد پر روغن زیتون لگائیں۔

مندرجہ ذیل ادویات کا سفوف تیار کر کے محفوظ رکھیں اور صبح و شام کھانے کے بعد ۲/۱ ماشہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

۱۔ پوست ہلیلہ زرد ۵ تولہ، (۲) پوست ہلیلہ کابلی ۵ تولہ (۳) آملہ مقشر ۵ تولہ (۴) پوست بہیڑہ ۵ تولہ (۵) افیمون ۳ تولہ (۶) برگ سنا کی ۳ تولہ (۷) نمک سیاہ ۲ تولہ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴ ۶۰۷ — ہفت روزہ خدام الدین لاہور — ٹیلیفون نمبر

نعت

ماسٹر عبد الحمید صاحب حمیدؔ ہاپوڑی

با وضو۔ فکر۔ نعت کر آغاز
با ادب کر مدینہ کو پرواز

جو سکھاتا ہے عشق کے انداز
عشق میں پھونکتا ہے روحِ گداز

وہ مدینہ جو ہے دیارِ حبیبؐ
قلبِ کون و مکاں و جانِ حجاز

جس کی آغوش روضۂ اطہر
طرۂ امتیاز و سر افراز

ہے جہاں وہ محمدؐ اُمّیؐ
علم سرتا پا محوِ خوابِ ناز

ثبت مہرِ نبوّت ہے جس پر
انبیاء و مرسلین ہیں جو ممتاز

انحصارِ بنائے کُن فیکُون
افتخارِ ظہورِ حسنِ مجاز

کاشفِ رازہائے سربستہ
آشنائے رموزِ ناز و نیاز

وہ جو ہے مہبطِ وحی الٰہ
جس کا روح الامین ہے دمساز

سربسر جو قرآن کی تفسیر
اُسوۂ حسنہ جس کا ہر انداز

ماورائے حدِ مکان و زماں
قابَ قوسین و ادنیٰ تک پرواز

اشہدُ انَ لاَ الہ الاّ اللہ
جس کی آواز عرش کی آواز

جس پہ اللہ بھیجتا ہے صلوٰۃ
اور کرّوبیاں سلامِ نیاز

اللہ اللہ یہ شانِ یکتائی
مرحبا مرحبا، یہ خاص اعزاز

ڈال عکسِ جمال اِدھر لِلّٰہ
اے کہ آئینہ لے کہ آئینہ ساز

دُور ہے ایک بے نوا بیکس
بے پر و بال اور بے پرواز

ہمہ تن انتظارِ رحم و کرم
چشم براہ گوش بر آواز

کب بلاؤ گے اس حمیدؔ کو پھر
اے کہ مولائے صاحبِ اعجاز

منظور شدہ محکمہ تعلیم، ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر C.B.T. ۲۳۶۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۰۷۶۶-D.D.O.۹ مورخہ ۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۶۲ G/۴۰-۱۰۱۴-۳۱۵ مارچ ۱۹۶۷ء